راستے ہیں جن سے گزر کر وہ یہ کر سکے گی۔ اس کی بظاہر تین صورتیں نظر آتی ہیں۔
۱۔ آئینِ پاکستان میں (دو تہائی اکثریت سے) ترمیم
۲۔ عدالتوں سے آئین کی تشریح کروائی جائے۔ (آئین کے اندر تضادات، قباحتوں اور بھول چوک سے فائدہ اٹھائے)
۳۔ صدارتی آرڈیننس (انتخابی قواعد میں تبدیلی کروا کے)

پہلی صورت یعنی آئین میں ترمیم کافی مشکل ہوگی۔ تیسری صورت آخری حربے کے طور پر اور الیکشن کے قریب ہونے پر آزمائی جانے کا امکان ہے، لہٰذا بہت حد تک صرف دوسری صورت یعنی آئین کی تشریح کروانے کی صورت کو استعمال کرنے پر سوچا جائے گا۔ تیسرے امکان یعنی انتخابی قواعد و ضوابط میں تبدیلی کو بھی صدارتی آرڈیننس جاری کروانے کی بجائے پارلیمنٹ میں بل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے اور اس کے پاس ہونے کے بھی سو میں سے نصف امکانات ہیں۔ کیونکہ اپوزیشن کی بڑی جماعت مسلم لیگ (ن) کے علاوہ سینیٹ کے چیئرمین وسیم سجاد انتخابی اصلاحات کو مجموعی طور پر رد کر چکے ہیں، حتیٰ کہ حکومت کے اپنے اتحادی نوابزادہ نصر اللہ خان اور مولانا فضل الرحمٰن نے دوہرے ووٹ کی مخالفت کر دی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حکومت کون سی حکمت عملی استعمال کرتی ہے۔ چونکہ جُداگانہ چناؤ کے خاتمے کے لیے جو بھی حکومت اور جب بھی کوئی اقدام کرے گی، اسے نہ صرف جرأت مندی بلکہ سیاسی حکمتِ عملی سے کام لینا ہو گا۔ (ماہنامہ کاریتاس، لاہور - مارچ - اپریل ۱۹۹۶ء)

## مساوی حقوق کے لیے مخلوط طریقِ انتخاب ضروری ہے۔

پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کی نمائندہ تنظیم "نیشنل کونسل آف چرچز اِن پاکستان" کے زیرِ اہتمام "انتخابی اصلاحات اور اقلیتیں" کے عنوان سے ۲۶ اپریل ۱۹۹۶ء کو لاہور میں ایک سیمینار منعقد ہوا، جس میں پروٹسٹنٹ کلیسیائی رہنماؤں کے ساتھ کیتھولک رہنماؤں، مسیحی سیاسی کارکنوں اور بعض لبرل - سیکولر مسلمان دانشوروں نے بھی شرکت کی۔ سیمینار کے مہمانِ خصوصی جناب فخر زمان چیئرمین "نیشنل کمیشن برائے تاریخ و ثقافت" تھے۔

جناب فخر زمان نے اپنے خطاب میں "اقلیتوں کو درپیش مسائل، امتیازی قوانین اور انتخابی اصلاحات" کے سلسلے میں حکومتی نقطۂ نظر پیش کرتے ہوئے کہا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت اقلیتوں کو قائداعظم کے نظریۂ پاکستان کے مطابق حقوق دینے کی داعی ہے، جب کہ سابق حکمرانوں نے تو قائداعظم کی ۱۱ اگست [۱۹۴۷ء] کی نظریۂ پاکستان پر مبنی تقریر کو ہی اُن کے ارشادات کے مجموعہ سے خارج کر دیا ہوا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان کی تاریخ کو ازسرِ نو مرتب کرنے کے لیے کام

کا آغاز ہو چکا ہے جس میں پاکستان کی مذہبی اقلیتوں کے ہیروز اور جذبات کا تذکرہ بھی تفصیل سے شامل کیا جائے گا، اور ہر قسم کے استحصال اور بے انصافیوں کا ازالہ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان صرف مسلمانوں کا نہیں، تمام پاکستانیوں کا وطن ہے جس میں ہر ایک کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ ہمیں محبت اور رواداری کی ثقافت کو فروغ دینا ہے جس کو انتہا پسندوں نے پسِ پشت ڈال کر وطنِ عزیز کو فرقہ واریت اور تشدد کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ ہمیں اپنی ثقافت کو آگے بڑھانے کے لیے کسی سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔"

سیمینار کی پہلی نشست کے صدر جناب وکٹر عزرایاہ نے سیمینار کی غرض و غایت اور افادیت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ "انتخابی اصلاحات کے ساتھ ساتھ، اقلیتوں کے دیگر مسائل اور خصوصاً جداگانہ طریقِ انتخاب کو ختم کر کے مخلوط طریقِ انتخابات کا انعقاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔"

سیمینار کے ایک مقرر جناب چوہدری نعیم شاکر نے کہا کہ اقلیتوں کے لیے "دوہرے ووٹ کا حق تو آئینی طور پر پہلے سے موجود ہے۔ اب مسئلہ صرف اس کے عملی اطلاق کا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دوہرے ووٹ سے اقلیتوں کے سیاسی مسائل حل نہیں ہوتے۔ اس کا ایک ہی فوری حل ہے اور وہ مخلوط طریقِ انتخاب ہے جس کے بغیر مذہبی اقلیتوں کو برابر کے حقوق فراہم نہیں کیے جا سکتے۔" (پندرہ روزہ "شاداب"، لاہور - ۱۶ تا ۳۱ مئی ۱۹۹۶ء)

## "پاکستانی سیاق و سباق میں الٰہیات کی ترویج" —— ایک مذاکرے کی روداد

[کرسچین اسٹڈی سنٹر راولپنڈی نے اکتوبر ۱۹۹۵ء میں "پاکستانی سیاق و سباق میں الٰہیات کی ترویج" کے موضوع پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا جس میں پاکستان کے مختلف مسیحی الٰہیاتی اداروں کے طلبہ و طالبات شریک ہوئے۔ مقررین میں کرسچین سٹڈی سنٹر کے اہلِ علم شامل تھے۔ سیمینار کی رپورٹ سہ ماہی "المشیر" نے شائع کی ہے۔ ذیل میں نئی الٰہیات کی ضرورت اور مسلم - مسیحی تعلقات کے حوالے سے سامنے آنے والی سوچ معاصر مذکور کے شکریے کے ساتھ ملخصاً پیش کی جاتی ہے۔ مدیر]

ڈاکٹر امجد علی نے اپنے لیکچر میں کہا کہ "پاکستان میں مسلم اکثریت کے ساتھ بطور اقلیت رہتے ہوئے ہم نے ہمسائے کا مطلب نہیں سمجھا اور نہ ہی ان کے مذہب کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ ہم ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر وہ ہمارے ساتھ ناروا سلوک کرتے ہیں تو ہم بھی ویسا ہی سلوک کرتے ہیں، یعنی اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہیں، مگر کیا مسیح کی پڑوسی کے متعلق یہ تعلیم ہے؟" ڈاکٹر صاحب نے بائبل کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے مزید کہا کہ "مسیحیت کبھی بھی ایک مذہبی